مختصر

سوانح حیات

هز اکسلنسی نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ مختار الملک
شجاع الدولہ جی سی ایس آئی، ڈی سی ایل نور اللہ مرقدہٗ

مترجمۂ

نمکخوار شنکر راؤ دیسمکھ
و دیسپانڈیہ پرگنہ دونڈگل

(مطبوعہ تاج پریس حیدرآباد دکن)

ہز اکسلنسی نواب میر تراب علیخان بہادر سر سالار جنگ مختار الملک شجاع الدولہ جی سی ایس-ائی نور اللہ مرقدہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خانہ زاد نمکخوار قدیم دیسمکھ دیسپانڈیہ پرگنہ دوندگل اور مقدم پٹواری قصبہ دوندگل وغیرہ جاگیرات خداوند نعمت ہے۔ کسی کاغذ کی تلاش میں اپنا دفتر دیکھ رہا تھا کہ اثناء تلاش میں ایک تلنگی مطبوعہ نسخہ موسومہ سوانح نواب صاحب قبلہ نواب معلے القاب نواب سر سالار جنگ بہادر ستارہ ہند نور اللہ مرقدہ برامد ہوا جو مؤلفہ سری پن وشواناتھ شرما ہے جس کو یہ خانہ زاد نے بزبان اردو ترجمہ کر کے اس ترجمہ کو میرے آقائے ولی نعمت عالیجناب **نواب سر سالار جنگ بہادر** دام اقبالہ کے ملاحظہ انور میں پیش کرنے کی عزت حاصل کر رہا ہے۔

گزارش

جاگیرات خداوند نعمت زیر ضبطی سرکار حضور پر نور کا جو ذکر کتابچہ میں مندرج ہے اسکے واقعات بہ تفصیل ذیل عرض پرداز ہے۔

نواب منیر الملک بہادر لاکھوں روپیوں کے مقروض ہو کر انتقال کر گئے جسپر بادشاہ وقت نواب ناصر الدولہ بہادر حضور پر نور نے جاگیرات کو تخمیناً دس بارہ سال کے عرصہ تک اپنے زیر نگرانی رکھکر زیادہ حصہ ادا کروائے من بعد نواب مختار الملک بہادر سن شعور کو

پہنچکر جاگیرات کو ضبطی سے واگزاشت کرواکے اپنے قبضہ میں لیکر کاروبار چلائے جسکا داخلہ
اِس خانہ زاد کے قدیم دفتر دیہی میں بھی موجود ہے۔

خانہ زاد نمکخوار قدیم
شنکر راؤ دیسمکھ دیسپانڈیہ پرگنہ دوندگل جاگیر اخداوند نعمت

میر تراب علیخان بہادر سالار جنگ جو اپنے آقا پر جان نثاری کی خاطر شب و روز
سلطنت آصفیہ کی بہبودی کے لئے جانفشانی کیا کرتے تھے اور جو رعایا کے آرام و آسائش
کے اسباب مہیا کیا کرتے تھے اور ان سے خراج ممنونیت حاصل کر کے بوئے گل یاسمن کی طرح
ہر طرف بحیثیت وزیر اعظم اپنی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلا دی تھی ایک قابل ہستی
ہونیکی وجہ سے مادر ہند کے لئے مایہ ناز تھے اور جن کو رعایائے سلطنت آصفیہ ہمیشہ فخر
کیساتھ یاد کیا کرتی ہے نواب میر محمد علیخان بہادر شجاع الدولہ کے صاحبزادہ تھے جو
بتاریخ ۲ جنوری ۱۸۲۹ء کو تولد ہوئے۔ چونکہ اس خاندان کے یہی اکلوتے لڑکے تھے اسلئے
جملہ ارکین خاندان نے نہایت فکر و احتیاط سے مثل گل اس لڑکے کی پرورش کیا کرتے تھے
بیان کیا جاتا ہے کہ عہد طفولیت میں میر تراب علیخاں بہادر ایک دفعہ کئی روز تک
مرض ٹائیفائڈ میں (میعادی بخار) مبتلا ہوئے تھے۔ اور اس مرض سے بچنے کی کوئی توقع
نہ تھی اس وقت ان کے جد بزرگوار نواب منیر الملک بہادر نے جو انکو نہایت شفقت سے پرورش

کر رہے تھے اسلامی عقیدہ کے مطابق رسمِ تصدق ادا کرکے خدا سے التجا کی کہ "یا بارالہا میری جان کے بدلے میرے پوتے کو درازی عمر عطا فرما۔ جو آئندہ میرے خاندان کے عروج و سربزی کا باعث ہوگا" تصدق کے یہ معنی ہیں کہ ایک شخص کا خدا سے دعا مانگنا کہ مصائب و مشکلات جس میں اسکی اولاد مبتلا ہے وہ اس لڑکے کی جان کے بدلے اس شخص پر نازل ہوں کہا جاتا ہے کہ اس روز سے اس مریض میں علامات صحت ظہور پذیر ہونے لگے۔ اس رسمِ تصدق کے انجام دینے کے بعد تھوڑے ہی عرصہ میں نواب منیر الملک بہادر کا انتقال ہو گیا۔

مذکورہ بالا مرض کے حملہ کی وجہ سے سالار جنگ بہادر کی صحت دس یا بارہ سال کی عمر تک نہایت ہی نازک رہی اس مقام پر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان کی خاندانی تاریخ پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔

میر تراب علیخاں بہادر کے جدامجد نواب میر عالم کچھ عرصہ تک بحیثیت مدار المہام کارگزار رہنے کے بعد انتقال کر گئے اس کے بعد سالار جنگ بہادر کے جد بزرگوار نواب منیر الملک بہادر برائے نام مدار المہام تھے۔ کیونکہ ریاست کے سارے کاروبار راجہ چندو لال کے ذریعہ انجام پاتے تھے۔ اسوقت سے میر تراب علیخاں بہادر کے خاندان کا آفتاب عروج بتدریج ڈھلنے لگا نواب منیر الملک بہادر کے اخراجات انکی آمدنی سے بہت زیادہ تھے۔ انکے انتقال کے وقت وہ پچیس لاکھ روپیہ کے مقروض پائے گئے۔ بادشاہ وقت نواب ناصر الدولہ بہادر

نے ان کا سارا قرضہ ادا کر دیا۔ اور بطور رہن انکی جاگیرات اپنے قبضہ میں لے لیں۔
نواب سالار جنگ بہادر کے عہد طفولیت میں اُن خاندانی مشکلات کے مدنظر خاطر خواہ
تعلیم پانے کی راہ میں کئی رکاوٹیں حائل تھیں باوجود اسکے اپنی دادی صاحبہ (محل
منیر الملک) کی نگرانی میں نواب سالار جنگ بہادر نے اپنی عمر کے چھٹے سال سے تیرہویں سال
تک تعلیم پائی۔ عہد طفولیت میں ہی والد کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے سبب انکے چچا نواب
سراج الملک بہادر نے انکی سرپرستی کی۔ قارئین اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ ایک
ہندی نژاد (ہندوستانی) کا یہ ایک فطری خاصہ ہے کہ اپنے بھائی کی اولاد کے ساتھ
ایسی محبت و شفقت کے ساتھ پیش آئے جیسا کہ اپنی حقیقی اولاد کے ساتھ۔
اسلئے یہاں اس امر کی وضاحت کی ضرورت نہیں معلوم
ہوتی ہے کہ نواب سراج الملک بہادر نے کس طریقہ پر سالار جنگ بہادر کی پرورش میں
حصہ لیا۔ علاوہ ازیں نواب سراج الملک بہادر کو کوئی اولاد ذکور نہ تھی لہذا انہوں نے
بکمال محبت و شفقت میر تراب علیخاں بہادر کی پرورش کی تھی سالار جنگ اپنی عمر
کے دسویں سال سے بہت ہی مستعدی اور گرمجوشی کے ساتھ اپنی تعلیم میں دلچسپی لیتے گئے
فارسی ادب میں اعلیٰ قابلیت اور عربی انشاء پردازی کا دلکش انداز یہ ایسی خصوصیات
تھیں جنہوں نے ان کی دیگر خوبیوں پر چار چاند لگا دیئے سواری اسپ اِن کا مرغوب

مشغلہ تھا۔ میر تراب علیخاں نے زبان انگریزی بھی سیکھ لی۔ رزیڈنٹ وقت کے ہمراہ
اکثر رہنے کی وجہ انہوں نے بہت جلد انگریزی زبان میں بھی اچھی مہارت حاصل کر لی
تھوڑے ہی عرصہ میں وہ اس روانی کے ساتھ انگریزی گفتگو کرنے لگے جیسا کہ اپنی مادری
زبان میں۔

قرضہ جات کی ادائی کے بعد بادشاہ وقت نواب ناصر الدولہ بہادر نے جاگیرات کو جو
بطور رہن لئے گئے تھے واگزاشت کر دیا۔ نواب سالار جنگ بہادر کی جدہ محترمہ (محل
منیر الملک بہادر) نے آمدنی و اخراجات کی نگرانی کا کام انکے سپرد کر دیا۔ نواب صاحب موصوف
کی خود مختارانہ زندگی کا آغاز ۱۸۴۷ء سے ہوتا ہے۔ میر تراب علیخاں کا سن ۱۹ سال کا تھا
اس وقت مدار المہام وقت آپکے چچا نے اس ریاست ابدمدت میں حلقہ تلنگانہ کے چند اضلاع
کی خدمت تعلقداری پر انکو مامور فرمایا۔ چونکہ مملکت آصفیہ میں یوروپین عہدہ داروں کے
تقررات پر حکومت برطانیہ معترض تھی لہذا مسٹر ڈیٹن (DEIGHTON .)
کو جو اس وقت تک اضلاع مذکور کا انتظام کر رہے تھے علیحدہ کیا جا کر انکی جگہ سالار جنگ
بہادر کا تقرر کرنا پڑا۔ اگرچہ بوجہ خرابی صحت تقریباً آٹھ سال تک نواب صاحب موصوف
اضلاع مذکور کا معائنہ نہ کرسکے لیکن مسٹر ڈیٹن کے مانند باحسن الوجوہ انتظامی کاروبار
انجام دیا۔ ۱۸۵۳ء میں بادشاہ وقت نواب ناصر الدولہ بہادر نے نواب صاحب موصوف کے

چچا کو جاگیرات کا مالک قرار دیا اولاً نواب صاحب ان جاگیرات کے مالک بن بیٹھے اور پانچ سال تک کامل اختیارات عمل میں لائے۔

چونکہ نواب سراج الدولہ بہادر کو فطرتاً تعلیم سے کچھ لگاؤ تھا وہ اپنے بھتیجے کی عمدہ خصوصیات معلوم کر چکے تھے اسلئے بعض نازک اوقات میں ریاست کے پیچیدہ کاروبار کی نسبت اپنے بھتیجے سے مشاورت کیا کرتے تھے۔ نواب سالار جنگ بہادر کے عمدہ خصائل خداداد غیر معمولی قابلیتیں تھوڑے ہی عرصہ میں خود بخود ظاہر ہوگئیں طریق نظم و نسق جو نواب صاحب موصوف کے چچا نے نافذ کیا تھا اور خصوصاً حکومت کے لئے قرضہ جات لینے کا جو طریقہ اختیار کیا گیا تھا وہ کسی صورت میں نواب صاحب موصوف کو پسند نہ تھا اس زمانہ میں جب کبھی قرضہ جات کی ادائی کے لئے حکومت کو روپیہ کی ضرورت پیش آتی تو یہ دستور تھا کہ اضلاع و تعلقات رہن رکھکر گراں شرح سود پر عربوں یا پٹھانوں کے پاس سے روپیہ قرض لیا جاتا تھا کیونکہ ساہوکاروں کو گورنمنٹ پر اعتبار نہ تھا سالار جنگ بہادر نے انتہائی کوشش سے اس بدنما دستور کا سدباب کیا۔ حکومت کا ساہوکاروں سے قرض لینے کے دستور کو رائج کیا نواب سراج الدولہ بہادر کے انتقال کے بعد ۱۸۵۳ء میں نواب سالار جنگ بہادر مدار المہام ہوئے انتظام مملکت اور تحفظ اغراض سلطنت کے لئے بہترین تدابیر کا اختیار کرنا اس مصلح کا پہلا کارنامہ تھا۔ آپ نے انتظامی اصلاحات کا سلسلہ بغیر

کسی رکاوٹ کے ۱۸۵۷ء تک جاری رکھا اسی سال برطانوی ہند میں سپاہیوں میں بغاوت
کی آگ بھڑک اٹھی جس سے برطانوی نظم و نسق کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئیں بغاوتوں پر
بغاوتیں ہونے لگیں قصبات لوٹ لئے گئے۔ بنگال و صوبہ وسط ہند اور شمال مشرقی
صوبہ جات کے لوگ حکومت برطانیہ سے متنفر ہو کر ریاست نظام سے مدد کے طالب ہوئے
اگر ریاست نظام بھی غدر میں حصہ لیتی تو اس وقت یہ کہنا ممکن نہیں ہے کہ ہندوستان کے
موجودہ نظم و نسق کی کیا صورت ہوتی ایسے نازک وقت میں نظام وقت نواب ناصر الدولہ بہادر
کا انتقال ہوگیا۔ جبکہ حکومت برطانیہ کا جہاز ایسے خطرات کے بھنور میں آ پھنسا اس وقت
نواب سالار جنگ بہادر نے جو مدد دی ہے اس کو آجتک بھی اہل برطانیہ شکریہ کے ساتھ
یاد کرتے ہیں اورنگ آباد کے چند لوگ جنہوں نے غدر میں حصہ لیا تھا وہ حیدرآباد آکر پناہ
لئے تھے سالار جنگ بہادر نے اُن کو گرفتار کر کے برطانوی رزیڈنٹ حیدرآباد کے حوالہ
کر دیا مخالف جماعت کے افراد سالار جنگ بہادر کی اس حرکت پر مشتعل ہوگئے اور اس خصوص
میں اعلیحضرت سے گفتگو کرنے کا ارادہ رکھتے تھے تاکہ گرفتار شدہ اشخاص کی رہائی ہوجائے
انہوں نے اعلیحضرت اور مدارالمہام کو دھمکی دی کہ تاوقتیکہ وہ حکومت برطانیہ سے
جنگ کے لئے آمادہ ہو جائیں انکے جانوں کی خیر نہیں ہے لیکن ان دھمکیوں کا نہ تو اعلیحضرت پر اور
نہ مدارالمہام پر کچھ اثر ہوا چند وفادار عربوں اور سرکار عالی کی افواج باڈی گارڈ BODY GUARD

کی مدد سے انہوں نے اپنے آپ کو خطرہ سے بچالیا۔ عام احکام جاری کردئے گئے تھے کہ اگر کوئی شخص شہر میں داخل ہو کر حکومت برطانیہ کے خلاف بغاوت کرنے کی ترغیب دے تو وہ فوراً گولی کا نشانہ بنا دیا جائے۔ شہر کے دروازے پر حفاظت کے لئے عرب سپاہیوں کا پہرہ مقرر کر دیا گیا تھا۔ ایسے افراد جن کو ریاست کے ساتھ وفادار ہونے میں شک تھا گرفتار کر لئے گئے اس طرح سالارجنگ بہادر نے حکومت برطانیہ کو مدد پہنچا کر ہندوستانیوں کو حکومت برطانیہ کے موجودہ ذرائع آسائش سے فیض یاب ہونے کا موقع عطا کیا۔

حالات و وقت کی نسبت میجر جنرل ہل جو چند سال قبل علاقہ سرکار عالی میں کمانڈر افواج تھے نے حسب ذیل خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ "اُن تدابیر (قواعد) نے جنوبی ہند کو محفوظ رکھا۔ یہ یاد رکھا جانا چاہئے کہ اگر باشندگان حیدرآباد حکومت برطانیہ کے خلاف اُٹھ بیٹھتے تو مسلم باشندگان شہر مدراس بھی انگریزوں کے خلاف ہو جاتے۔ انگریزوں کو یہ جاننا چاہئے کہ انتہا درجہ کی وفاداری کے ساتھ سالارجنگ بہادر کی انمول امداد کا نتیجہ ہے کہ حکومت برطانیہ کے نظم و نسق کو ہندوستان میں آج کی تاریخ تک استحکام نصیب ہوا وہ لوگ جو ان الفاظ کے معنی کو سمجھے ہیں سمجھ سکتے ہیں کہ کن جذبات شکریہ کے ساتھ انگریز سالارجنگ بہادر سے پیش آئے تھے۔ صرف یہی نہیں بلکہ رزیڈنٹ وقت کرنل ڈیوڈسن

اور دیگر انگریز سالار جنگ بہادر کی انتظامی خداداد قابلیت اور اپنے آقا، ولی نعمت کے ساتھ وفاداری کی پر خلوص الفاظ میں تعریف کیا کرتے تھے" المختصر اس کی نسبت عرض ہے کہ ایک بڑے ہندو ادیب نے کسی مقام پر سالار جنگ بہادر کی نسبت لکھا ہے کہ۔
"ریاست میں انہوں نے جو خدمات انجام دیں وہ انمول تھیں" کیا یہ قدر دانی جس کا مختصر الفاظ میں اظہار کیا گیا بہتر نہیں ہے بہ مقابلہ اس تعریف کے جو مبالغہ آمیز کی الفاظ میں کی گئی ہو۔

اضلاع دھارا سیو و رائچور۔ اور نلدرگ سالار جنگ بہادر کے زیر نگین ۱۸۶۰ء میں آئے۔ انہوں نے انہی قواعد و ضوابط کے تحت ان اضلاع میں احکام نظم و نسق جاری کئے جن پر قبل ازیں انگریز عہدہ دار عمل پیرا تھے۔ سالار جنگ بہادر عہدہ وزارت سے علیحدہ کرنے کی غرض سے نظام وقت نواب افضل الدولہ بہادر کی جانب سے رزیڈنٹ کے منشاء کے مطابق ان اضلاع کے نظم و نسق کو مدار المہام کے تفویض کرنے میں تاخیر برتی گئی بعض بد مزاج لوگوں نے اعلیحضرت بندگان عالی کو باور کروایا کہ رزیڈنٹ وقت سالار جنگ بہادر کو عہدہ وزارت سے علیحدہ کرنا چاہتے ہیں اعلیحضرت بندگان عالی نواب موصوف کو علیحدہ کرنے پر آمادہ تھے۔ اس وقت رزیڈنٹ وقت کرنل ڈیوڈسن نے ان کی تائید میں بچاؤ کے لئے جو تدابیر

اختیار کیں اُس کے متعلق سنکر خود اعلیحضرت بندگان عالی کو تعجب ہُوا ....
.... کچھ عرصہ کے بعد معلوم ہو گیا کہ
حضرت اقدس ولی‌علے نے محض بعض بد طینت لوگوں کے اغوا پر ایسے منصوبے باندھے تھے۔ اعلیحضرت کو اُن لوگوں کا پتہ چل گیا جنہوں نے اس سازش میں حصہ لیا تھا اپنے وفادار وزیر سے بحالت جلد بازی اپنی اس ناروا کشیدگی کے باعث اعلیحضرت کو افسوس رہا۔ اور حسب سابق محبت آمیز جذبات کے ساتھ سالار جنگ بہادر کو پھر شاہی الطاف عنایات سے ممتاز اور گوناگوں تحائف سے سرفراز کیا گیا۔

سنہ ۱۸۶۲ء میں سالار جنگ بہادر کو عہدۂ وزارت سے علٰحدہ کرنے کے لئے پھر سازش کی گئی۔ لیکن اُس کا بھانڈا پھوٹ جانے سے خاتمہ بھی ہو گیا۔ چونکہ حضور نظام نے مدار المہام اور خود کے درمیان عہدۂ سفارت پر سالار جنگ بہادر کے ایک جانی دشمن کا تقرر فرمایا تھا جس کے نسبت سالار جنگ بہادر نے سنہ ۱۸۶۷ء کے آغاز پر خدمتہ سے مستعفی ہونے کی درخواست پیش کر دی۔ اس زمانہ میں ریاست حیدر آباد کا دستور تھا کہ باغراض انتظام حکومت مدار المہام اور بادشاہ کے درمیان ایک سفیر متعین رہے اور اس سفیر کے فرائض یہی تھے کہ روزآنہ فرامین شاہی مدار المہام کے پاس پہنچا دیں اور

مدار المہام کے جوابات اقدس و اعلیٰ کے ملاحظہ میں پیش کر دیں الا اس صورت کے جب کہ دربار شاہی سے مدار المہام کی طلبی عمل میں آئے تو ہفتہ میں ایک مرتبہ مدار المہام کو آستان بوسی کے لئے بالمشافہ حاضر ہونا پڑتا تھا۔ نواب تہنیت الدولہ بہادر کی وفات پر جو چند سال تک عہدہ سفارت پر ممتاز تھے سالار جنگ بہادر کے جانی دشمن لشکر جنگ کا بحیثیت سفیر تقرر ہوا۔

اس سے قبل حکومت برطانیہ نے رزیڈنٹ وقت سر جارج یول کو حکم دے رکھا تھا کہ دونوں حکومتوں میں چند معاہدات کی تکمیل کرلے جو اغراض نظم ونسق کے لئے ضروری تھے اس ضمن میں اعلیحضرت نے یہ خیال فرما کر کہ اُن معاہدات کے بانی نواب سالار جنگ ہیں کسی قدر ناراض ہو گئے اور عہدۂ سفارت پر لشکر جنگ بہادر کو مامور فرمایا۔

لشکر جنگ بہادر ایک بد مزاج آدمی تھے۔ ایک دفعہ اعلیحضرت کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ ذات شریف نے چند قصبات کو سنہ ۱۸۶۱ء کے معاہدہ کے تحت حکومت برطانیہ کے تفویض کئے جا رہے تھے کس طرح ویران کیا اور کس قدر ضلع دھاراسیو کے قصبات کی رعایا کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے بالآخر اعلیحضرت کو یہ معلوم ہو گیا کہ یہ کس قسم کے آدمی تھے۔ خدمت سفارت سے علحدہ کر دیا گیا اور قصبات

مذکور مدارالمہام کے سپرد کردئے گئے جن کے بعد بعض حضرات نے سالار جنگ بہادرؔ
کو ترغیب دی کہ لشکر جنگ کو اُن کی سابقہ خدمت پر بحال کر دیا جائے مگر ذی فہم
سالار جنگ نے بہادر نے انکار کر دیا سالار جنگ بہادر کے اس انکار سے مخالفت کی
آگ اور بھڑک اٹھی کیونکہ لشکر جنگ میں مخالفت کے جذبات پہلے ہی سے موجود تھے
چونکہ سالار جنگ بہادرؔ لشکر جنگ جیسے آدمی سے جو کہ بادشاہ اور مدارالمہام کے
درمیان بحیثیت سفیر تھے امور سلطنت میں مشورہ نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اس لئے
خدمت سے دست بردار ہونے کے لئے بملاحظہ اعلیٰحضرت معروضہ پیش کیا۔ اس کے
چند ماہ بعد بمنظوری اعلیٰحضرت سالار جنگ بہادرؔ خدمت سے مستعفی ہوگئے۔ رزیڈنٹ
وقت سر جارج یول کے وقت میں یہ واقعہ نہایت ہی پریشان کن تھا۔ اس لئے انہوں نے اعلیٰحضرت
سے ملاقات کے لئے اجازت طلب کی تاکہ سالار جنگ بہادر کے پیش کردہ استعفیٰ
پر کمال نارضامندی کا اظہار کرے۔ اگرچہ انہوں نے اعلیٰحضرت سے بالمشافہہ
استدعا نہیں کی کہ سالار جنگ بہادر کو اُن کی خدمت پر بحال کر دیا جائے۔ کیونکہ اُن کو
توقع تھی کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد اعلیٰحضرت خود مہربان ہو جائیں گے اور سالار جنگ
بہادرؔ کا خدمت وزارت پر مکرر تقرر فرمادیں گے۔ مگر ان توقعات کا پورا ہونا نظر
نہ آیا اس لئے رزیڈنٹ بہادر نے اعلیٰحضرت کو ایک خط لکھا اور بالمشافہ ملاقات کرکے

سالار جنگ بہادر کو اُن کی خدمت پر بحال کرنے کے لئے مشورہ دیا کہ ایک قابل منتظم ہونے اور اپنے آقا کے ساتھ وفاداری کے مدنظر ممتازانہ طور پر وہ اس خدمت کے ہر طرح مستحق ہیں۔ اِس طرح رزیڈنٹ بہادر نے اس اعلیٰ خدمت پر چند شرائط کے ساتھ سالار جنگ بہادر کے مکرر تقرر کے لئے اعلیحضرت کو رضامند کر لیا۔

ایک روز حضور پرنور نے دربار منعقد فرما کر سالار جنگ بہادر کو طلب فرمایا حضور پرنور نے سالار جنگ بہادر کے پیش کردہ نذرانوں اور تحائف تہنیت و تبریک بطیب خاطر قبول فرمایا اور اُس کے بدلے نواب صاحب موصوف کو عہدۂ وزارت پر بحال کرنے کی نسبت اظہار رضامندی کرتے ہوئے مبارکباد دی من بعد اعلیحضرت نے سالار جنگ بہادر کو (STAR OF INDA.) کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ بتقریب عید رمضان جو دربار منعقد ہوا اس میں رزیڈنٹ بہادر نے بھی سالار جنگ کو بعطائے خلعت قیمتی پچاس ہزار روپیہ مبارکبادی دی۔ اُس روز سے (نواب صاحب موصوف کے ساتھ) اُس ستارۂ ہند کے ساتھ بکمال عنایات و الطاف سے سلوک ہوتا رہا سنہ ۱۸۶۰ء میں سالار جنگ بہادر کو قتل کرنے کی نسبت جو کوشش کی گئی اُس کا ذکر ہو چکا ہے سنہ ۱۸۶۸ء میں اس ستارۂ ہند کے قتل کے لئے مکرر ایک اور کوشش کی گئی تھی لیکن فضل خدا یہ بلا بھی سر سے ٹل گئی اس کی تفصیل یہ ہے کہ بتاریخ ۲۷ جنوری سنہ ۱۸۶۸ء عالی مرتبت مدار المہام کرسی نما پالکی میں بیٹھے ہوئے دربار

رمضان میں حضوری کی غرض سے محل شاہی کو جا رہے تھے شاہی محل کے قریب جبکہ وہ ایک گلی سے گزر رہے تھے وہ راستہ میں روک دئے گئے اور اُن پر دو گولیاں چلائی گئیں۔ مدارالمہام موصوف کے ملازمین سے ایک جو قریب ٹھیرا ہوا تھا وہیں انتقال کر گیا۔ دوسری گولی آہستہ سے نواب صاحب موصوف کی دستار کے حصہ کو چھوتی ہوی اور پالکی کے منقش ایک حصہ کو شکست کرتی ہوئی گزر گئی، نیز دوسرا ملازم بھی زخمی ہوگیا۔ ملزم فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ اس سنگین جرم کے بدلے وہ اسی مقام واردات پر قتل کر دیا جاتا۔ لیکن شریف مدارالمہام نے ایسا کرنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ ملزم کو پابزنجیر کر کے محل شاہی کو لے چلنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد مدارالمہام موصوف بخیر و عافیت دربار میں داخل ہو کر اپنی نشست پر متمکن ہوئے اعلیحضرت کو اس حادثہ سے رنج ہوا جو راہ میں سالار جنگ بہادر کو پیش آیا۔ سلامتی کے ساتھ دربار میں داخل ہونے سے بہت خوش ہوئے اور ملزم فوراً کو توال بلدہ کے حوالے کر دیا گیا۔ بعد تحقیقات مناسب اُس ملعون کو سنگین سزا دیگئی۔ حیدرآباد میں اس قسم کی سزائیں صرف عرب ملازمین کو ہی دیجاتی ہیں خاص اُن ہی کی قوم کا ایک آدمی اُن پر گولی چلا سکتا ہے۔ غور کا مقام ہے کہ نواب سالار جنگ بہادر کس قدر رحم دل آدمی تھے۔ اپنے قاتل پر ترس کھا کے نواب صاحب موصوف نے انتہائی کوشش کی کہ سزائے قتل کے بجائے کوئی دوسری سزا دی جائے

لیکن اعلیحضرت نے اس کو منظور نہ فرمایا۔

آخر ش ملزم کو بتاریخ ۲۱ فبروری ۱۸۶۸ء قتل کر دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو ہفتہ بعد حضور نظام نے ایک فرمان جاری فرمایا کہ کوئی شخص جو ملازمت سرکاری میں داخل ہو اپنے ساتھ ہتھیار نہ رکھے۔ علاوہ ازیں ان لوگوں پر جو ہتھیار کے ساتھ ملازمت سرکاری میں داخل ہونا چاہتے تھے یہ قید عاید کی گئی کہ وہ اپنے کردار کے آپ ذمہ دار ہیں۔

بتاریخ ۲۸ فبروری ۱۸۶۹ء نظام وقت شاہ بھاگیہ نگر نواب افضل الدولہ کا انتقال ہو گیا ایک مجلس وزراء کا قیام عمل میں آیا جو مدار المہام اور نواب شمس الامراء پر مشتمل تھی ۱۸۷۰ء میں نواب سالار جنگ بہادر چند روز کے لئے حیدرآباد چھوڑ کر اورنگ آباد میں قیام فرما رہے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ نواب صاحب موصوف نے اپنی زندگی میں جو سفر کئے اُن میں سے یہ پہلا سفر تھا۔

نواب افضل الدولہ بہادر کو اپنے مدار المہام کا حیدرآباد چھوڑ کر باہر جانا پسند نہ تھا اندرون شہر انگریزی افواج کے معائنہ کے لئے کسی جلسہ کی دعوت میں جانے کے لئے بھی اعلیحضرت سے اجازت حاصل کرنا پڑتا تھا حتّٰی کہ رزیڈنٹ بہادر سے کسی معاملہ میں گفتگو کرنے کے لئے بھی اجازت کی ضرورت تھی اب چونکہ مجلس وزراء کا قیام عمل میں آچکا تھا۔ سالار جنگ بہادر کو دار السلطنت کے باہر ریاست کے اضلاع جہاں

اب تک جانا نہیں ہوا تھا بلکہ شہر بمبئی اور دیگر مقامات کو دیکھنے کا موقع حاصل نہ تھا۔ اسی سال ماہ فبروری میں سالار جنگ بہادر نے اپنے مصاحبین کے ساتھ رزیڈنٹ بہادر کو ہمراہ لے کر گلبرگہ شریف تشریف لے گئے وہاں سے بمبئی گئے۔ جہاں دلچسپ مقامات کو دیکھنے کیلئے طویل عرصہ تک قیام رہا بمبئی کے گورنر وقت سر سیمر فیٹز رالڈ (SIR SEYMAR FITZRALD.) نے ان کے آرام و آسایش کیلئے ضروری انتظامات کئے بمبئی سے نواب صاحب موصوف مکرر اورنگ آباد تشریف لائے جو زمانۂ قدیم سے گہری قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ وہاں کچھ عرصہ تک قیام رہا اس کے بعد کھام گاؤں تشریف لے گئے جہاں وائسرائے وقت لارڈ میو (LORD MAYO.) سے ملاقات کرنے کا اتفاق ہوا۔ وائسرائے بہادر نے سالار جنگ بہادر کی انتظامی قابلیت دیگر خداداد قابلیتوں خصوصاً حیدرآباد سے گلبرگہ شریف تک ریلوے لائن کی افتتاح کے لئے اعلیحضرت مرحوم سے منظوری لینے میں جو تکالیف اٹھائیں اس کی تعریف کی بعد ازاں وائسرائے بہادر کے مہمان کی حیثیت سے نواب صاحب موصوف کلکتہ تشریف لے گئے جہاں باشندگان شہر نے آپ کا پر خلوص خیر مقدم کیا تاریخ ۵ جنوری ۱۸۷۱ء نائٹ کمانڈر آف دی اسٹار آف انڈیا KNIGHT COMANDER OF THE STAR OF INDIA کا خطاب سرفراز فرمایا گیا

حیدر آباد میں رزیڈنٹ بہادر نے بھی اس خطاب کی وجہ سے سالار جنگ بہادر کی تعظیم و تکریم بجالائی وائسرائے وقت لارڈ نارتھ بروک (LARD NORTH BROK.) کے منعقدہ دربار میں حضوری کی غرض سے نواب صاحب موصوف ۱۸۷۲ء میں پھر بمبئی تشریف لے گئے۔ وہاں سے دو مقاصد کے ساتھ اورنگ آباد تشریف لائے ایک تو یہ کہ غار ہائے ایلورہ کا معائنہ کریں اور دوسرے وائسرائے بہادر اور ان کے مصاحبین کا استقبال بھی ۱۸۷۵ء میں دار السلطنت کو واپس ہوئے مکرر اور ایک دفعہ کلکتہ تشریف لے گئے۔ اسی سال ماہ نومبر میں سالار جنگ بہادر پرنس آف ویلز کے منعقدہ دربار میں حضوری کی غرض سے ضعیر سن نظام کی جانب سے حیدر آباد کے شرفائے عظام کے ساتھ بمبئی تشریف لے گئے۔ بماہ جنوری ۱۸۶۷ء پرنس آف ویلز کے ایک مصاحب لارڈ سدر لینڈ (LARD SUTHER LAND.) نے جبکہ وہ انگلستان کو واپس ہو رہے تھے سالار جنگ بہادر کو مجبور کیا کہ بطور مہمان وہ انگلستان تشریف لائیں اسی سال ماہ اپریل میں نواب صاحب موصوف انگلستان روانہ ہوئے۔ ماہ مذکور کی ساتویں تاریخ لارڈ نارتھ بروک کے جانشین وائسرائے لارڈ لٹن LEYTEN سے ملاقات فرمائی۔ جو اسی تاریخ اپنے مصاحبین کے ساتھ بمبئی میں اترے تھے یورپ میں بادشاہ اٹلی اور اسقف اعظم

(پاپائے روم) سے ملاقات ہوئی جو اس وقت یورپ میں رہتا تھا۔ اس طرح ماہ مذکور کی تیرھویں تاریخ پیرس پہونچے اُسی شب میں اتفاق سے نواب صاحب موصوف گرانڈ ہوٹل (GRAND HOTEL.) میں پلنگ سے نیچے گر گئے۔ ران کی ہڈی ٹوٹ گئی اس لئے تقریباً تین ہفتوں تک پیرس میں ہی قیام کرنا پڑا۔ بعد ازاں انگلستان پہونچے۔ اپنے اس دو ماہ کے قیام میں لوگوں سے جو مختلف مقامات سے آئے ہوئے تھے ملتے جلتے بہت ہنسی اور خوشی کیساتھ اوقات گزارے شہنشاہ وقت سے ملاقات کا شرف بھی اُن کو حاصل ہوا۔ اس معزز مدار المہام کو شاندار ضیافتیں دی گئیں آکسفورڈ یونیورسٹی کی جانب سے ڈی سی یل کی اعلیٰ ڈگری عطا ہوئی مختلف مقامات سے سپاسنامہ جات پیش کئے گئے۔ اس سے قبل انگلستان میں کسی ہندوستانی کے اس قدر اعزاز نہ ہوئے سوائے اس حادثہ کے جو ان کی ہڈی ٹوٹ جانے سے پیرس میں پیش آیا اس سفر میں سالار جنگ بہادر ان اعزاز اور دلچسپیوں کی وجہ بہت خوش تھے وہ بتاریخ ۲۵ اگست ۱۸۸۶ء حیدرآباد کو واپس ہوئے اعلیحضرت بندگان عالی ماہ جنوری میں ملک معظم کے دربار تاجپوشی میں شرکت کی غرض سے حیدرآباد سے روانہ ہوئے مجلس وزراء کے رکن نواب شمس الامرا بہادر کا انتقال ہونے پر اُن کی جگہ نواب وقار الامرا

بہادر تقرر عمل میں آیا ۱۸۸۰ء میں سالار جنگ بہادر نے نئے آنے والے رزیڈنٹ سر رچرڈ میڈ سے ملاقات کی خاطر اورنگ آباد تشریف لے گئے ایلورا اور دیگر قابل دید مقامات کا معائنہ کرتے ہوئے وہاں ایک ہفتہ گزارا۔ ماہ ڈسمبر ۱۸۸۱ء مجلس وزراء کے جدید رکن کا بھی انتقال ہو جانے اور اس جگہ پر کسی اور شخص کا تقرر نہ ہونے سے ساری ذمہ داریاں سالار جنگ بہادر پر آپڑیں حضور پرنور کو انگلستان روانہ کرنے اور انتظامی اصلاحات کی نسبت وائسرائے بہادر سے مشورہ کرنیکے لئے نواب صاحب موصوف ۱۸۸۲ء میں شملہ تشریف لے گئے۔

اس سال ماہ جنوری میں اعلحضرت بندگانعالی اپنے مدارالمہام اور مصاحبین کے ساتھ اورنگ آباد تشریف لے گئے اور تاریخی مشہور مقامات رائچور اور گلبرگہ شریف کا معائنہ فرمایا اور احمد نگر سے ہوتے ہوئے اورنگ آباد تشریف لے گئے اور اختتام ماہ پر مراجعت عمل میں آئی۔ اثنائے سفر میں سالار جنگ بہادر نے نوجوان نظام کو امور سلطنت کی نسبت تعلیم و تفہیم فرمائی حیدرآباد پہونچنے کے بعد سالار جنگ بہادر حضور پرنور کے سفر انگلستان کی تیاریوں میں مشغول ہو گئے۔ چونکہ یہ طے پاگیا تھا کہ انکو ۱۰ اپریل تک بمبئی اور چند ہفتے یورپ کے دیگر ممالک کو دیکھنے میں صرف کر کے ۲۰ مئی تک انگلستان پہنچ جانا چاہیئے وہ لوگ جو ہمراہ جانے والے تھے تیاریوں میں

مصروف تھے نوجوان نظام اور سالار جنگ بہادر مسرور تھے کہ وہ یوروپ اور انگلستان دیکھنے جارہے ہیں اس اثنا میں بتاریخ ۵ ؍ فبروری لارڈ میک لین برگ شورن حیدرآباد دیکھنے کی غرض سے رزیڈنٹ بہادر کے پاس آئے۔ مہمان نواز سالار جنگ بہادر نے انکی آمد کی خبر سنکر اُن سے ملاقات فرمائی اور جملہ قابل دید مقامات بتلائے اور بتاریخ ۲ ؍ فبروری نواب صاحب کی جانب سے معزز مہمان کے اعزاز میں ایک جلسہ کی دعوت کے انتظامات عمل میں آئے ایک روز قبل دعوت وہ کچھ عرصہ دلچسپ مناظر کا لطف اٹھاتے ہوئے میر عالم کے تالاب پر گزار کر شہر کو واپس ہوئے شب کے کہانے کے بعد سالار جنگ بہادر نے کچھہ کام کیا اور نصف شب کے بعد سو گئے صبح کے آخری حصہ میں نواب صاحب موصوف کا مزاج یکایک ناساز ہو گیا ڈاکٹر نے کہا کہ مرض ہیضہ کی قسم سے ہے مرض کی ابتدائی صورت میں انکی حالت کچھہ ایسی زیادہ نازک نہ تہی نواب صاحب موصوف کے لڑکے آئے اور دیکہے کہ مزاج ٹھیک ہے۔ مسٹر میک لین برگ شورن کیساتہہ شکار کے لئے سرور نگر چلے گئے صبح سالار جنگ بہادر کی طبیعت خوفناک طریقہ پر بگڑ گئی نواب صاحب موصوف نے ہمت کیساتہہ مرض کا مقابلہ کیا اور دوسرے دن اپنے مرض کی شدت کا خیال ہونے نہ دیا۔ شام میں دعوت جلسہ کو موتوف نہ کرنے کی خاطر پیغام روانہ فرمایا کہ مہمانوں کا استقبال کرنے کی خاطر اگر اُن کا جلسہ میں آنا ممکن ہو تو صاحبزادے ضرور جلسہ میں

شریک رہینگے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا تھا حالت اور بھی مایوس کن ہوتی جاتی تھی
رفتہ رفتہ ضعف بڑھتا گیا اور انکی مردانہ آواز بھی کمزور ہوتی جارہی تھی دوپہر میں
انکے مزاج کی تشخیص کے لئے رزیڈنٹ بہادر کا ڈاکٹر آیا۔ محل بھر میں سب کے سب پریشان
حال تھے کہ کس وقت کیا خبر سننے میں آئے گی۔ شام میں سب کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ سالارجنگ
بہادر کے زیست کی کوئی توقع نہیں ہے تو دیوڑھی کا کمپونڈ اُن لوگوں کی گاڑیوں سے
بھر گیا جو نواب صاحب موصوف کی مزاج پرسی کے لئے آئے ہوئے تھے۔ غریب غربا
ایک مجمع کی صورت میں نظر آتے تھے اور جب کبھی ڈاکٹر سالارجنگ کے مزاج میں جو
تغیرات ہوتے انکے اظہار کے لئے باہر آتا تھا تو اس وقت یہ لوگ بے تکلفانہ لہجہ میں
اشتیاق کے ساتھ اپنی محبت اور لگاؤ کا اظہار کرتے ہوئے پوچھتے تھے کہ کیا نواب صاحب
بیمار ہیں؟ عہدہ داران ریاست جو دیوڑھی کے ایک حصہ میں جو مریض کے کمرے سے
ملحق تھا جمع تھے اور بہت پریشانی کے ساتھ ڈاکٹر کی صورت دیکھتے تھے۔ وہ قلم
جو ہمارے سورما کے پیدائشی اور بچپن کے حالات اور شباب و تدریجی ترقی کے واقعات
کو تحریر کرنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتا تھا اب اس واقعہ جاں گداز کو صفحہ قرطاس پر
قلمبند کرنے کے لئے لرزہ براندام ہے۔ آخر شام کے ۵ بجے وہ ہستی جو بچپن میں میر
تراب علیخاں کے پیارے نام سے محبت کیساتھ یاد کیجاتی تھی اور جسنے بعد میں چھوٹے بڑے

لوگوں کے قلوب میں جگہ پیدا کرلی تھی جو ایک بڑے سیاسی مصلح کی حیثیت سے ہز اکسلنسی شجاع الدولہ مختار الملک سر سالار جنگ نواب میر تراب علیخاں بہادر جی سی ایس آئی ۔ ڈی ۔ سی ۔ ایل کے ممتاز نام سے مشہور تھی ۔ اس ہستی نے بتاریخ ۸ اگسٹ داعی اجل کو ہمیشہ کے لئے لبیک کہا انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مدار المہام بہادر کی موت کی خبر اولاً ان لوگوں کو معلوم ہوئی جو دیوڑھی کے اطراف جمع تھے ۔ اسکے بعد ریاست کے دیگر اشخاص کو ۔ خاموشی سے غم کی برداشت نہ ہوسکی نواب صاحب مرحوم کے رشتہ دار اور احباب و ملازمین ایک دفعہ چلا کر رو دئیے جبکہ یہ خوفناک خبر شہر میں پھیلی تو ہر شخص سنکر اس طرح رویا کہ گویا اس کے کسی عزیز کا انتقال ہوگیا ہے تمام شہر ماتم کدہ بنا ہوا تھا ۔ شہر کے گلی کوچوں پر بالکل خاموشی طاری تھی دوسرے روز صبح سکندرآباد اور بلارم میں توپیں سر کی گئیں بتاریخ ۹ اگسٹ ۹ بجے صبح نعش قبرستان لیجانے کے لئے دیوڑھی سے باہر لائی گئی ۔ آنسو بہاتے ہوئے لوگ جنازہ کے پیچھے آرہے تھے ہر شخص کی غمگین حالت سے اسکا پتہ چلتا تھا کہ سالار جنگ بہادر نے رعایا کے قلوب میں کسقدر جگہ پیدا کرلی تھی ۔ بلکہ مکانوں کے دریچوں سے معلوم ہوتا تھا کہ عورتیں بھی گھروں میں گریہ کناں سینہ زنی کر رہی تھیں ۔ پٹھان، عرب روہیلے جو مرحوم کے ایثار سے واقف تھے ۔ نعش کے اطراف حلقہ کئے ہوئے بحالتِ غم رو رہے تھے ۔

اعلیحضرت نے بھی کمال رنج کیا تھا جو چہرہ سے ظاہر تھا جنازہ کی طرف دیکھا کرتے تھے
بعض لوگ جنازہ کے سامنے ہاتھیوں پر سوار ہو کر اشیاء خوردنی اور روپے نچھاور
کر رہے تھے ہزاروں لوگ جنازہ کے ساتھ مرحوم کے خاندانی قبرستان تک گئے جو
دائرہ میر مومنؒ کے نام سے مشہور ہے ۔ سب لوگ پا پیادہ ، برہنہ سر ، ماتم کناں تھے
جب کہ جنازہ قبرستان پہنچا دس بج چکے تھے ۔ چادر گھاٹ سے توپیں سر کی گئیں
جبکہ نعش قبر میں رکھی گئی جو لوگ موجود تھے وہ کثرت غم سے بے قابو ہو کر بے ساختہ
چلا چلا کر روتے تھے ۔ بہت دیر کے بعد مجمع منتشر ہوا اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو
سدھارے کل من علیہا فان و یبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام ۔